تفسیر نور العرفان (قسط ⑤)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب سورت اعراف (۱۹۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہاں خَلْقٌ بمعنی گھڑنا اور بنانا ہے، نہ کہ بمعنی پیدا کرنا، کیونکہ یہ بت خود مشرکین کے ہاتھ سے گھڑے ہوئے ہیں، پھر پوجا کے لائق کیسے ہو گئے، چونکہ مشرکین ان بتوں کو عاقل سمجھتے تھے، اس لیے عاقلین کا صیغہ ارشاد ہوا، یعنی ﴿یُخْلَقُونَ﴾ ورنہ وہ بے جان اور بے سمجھ۔ اسی لیے انہیں ﴿مَا﴾ فرمایا گیا، جو غیر عاقلوں کے لیے آتا ہے، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص278)

مشرکین نے جو بت گھڑ رکھے تھے، وہ بزرگوں کی شکلوں پر گھڑے تھے۔ ان کے مدنظر ان بزرگوں کی بزرگی ہوتی تھی۔ ان بتوں سے ان کی یاد تازہ کرتے تھے، دراصل عبادت لات، منات، عزیٰ اور ہبل وغیرہ، جو انسانوں کے ہی نام ہیں، کی کرتے تھے۔ بیت اللہ میں بھی ۳۶۰ بت نصب کیے گئے تھے۔ ان میں سیدنا ابراہیم، سیدنا اسماعیل اور سیدہ مریم علیہم السلام کی مورتیاں تھیں۔ (صحیح بخاری: ۱۶۰۱، ۳۳۵۱)

محض بت کی عبادت نہیں کی جاتی تھی۔ وہ بت کسی شخصیت کی مورتی ہوتی تھی، ورنہ ایک پتھر کو تراش کر عبادت کا کوئی معنی نہیں، وہ ویسے ہی پتھر کی عبادت کر لیتے۔ اسی طرح بت پرستوں اور قبر پرستوں کا معاملہ ایک ہو جاتا ہے۔ دونوں کے مدنظر شخصیت ہوتی ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾(الأعراف : ١٩٤)

''جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں، ان کو پکارو، اگر تم سچے ہو، تو وہ تمہیں جواب دے کر دکھائیں۔''

❁ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے، تو آپ ﷺ کی کسی زوجہ نے گرجا کا تذکرہ کیا، جسے انہوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا، اس گرجا کا نام ''ماریہ'' تھا، سیّدہ ام سلمہ اور سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سرزمین حبشہ گئی تھیں، انہوں نے اس کے حسن اور اس میں رکھی ہوئی تصویروں کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا:

أُولٰئِكِ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا، ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَةَ أُولٰئِكِ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ .

''یہی وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر کو عبادت گاہ بنا لیتے۔ پھر اس میں ان کی تصویریں بناتے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔''

(صحيح البخاري : 1341؛ صحيح مسلم : 528)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مرضِ موت میں فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا .

''اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبریں عبادت گاہیں بنالی تھیں۔''

(صحيح البخاري : 1330، صحيح مسلم : 529)

❀ سیّدنا جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پانچ دن پہلے فرماتے ہوئے سنا:

أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ .

''خبردار! آپ سے پہلے والوں نے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا، آپ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں آپ کو اس سے منع کرتا ہوں۔''

(صحيح مسلم : 532)

اس آیت میں قیامت تک کے مشرکین کے معبودان کا حال بیان ہوا ہے کہ وہ خود مخلوق ہیں، انہوں نے کچھ پیدا نہیں کیا، تو ان کے حاجت روا، مشکل کشا اور فریادرس کیسے بن گئے؟ ان میں تو اپنی مدد ونصرت کی استطاعت ہی نہیں، وہ دوسروں کی کیسے مدد کریں گے؟ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان سے استطاعت کی نفی کی ہے کہ ان میں مدد کی سرے سے اہلیت ہی نہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ استطاعت ہے، مگر مدد نہیں کرتے۔

② مفتی صاحب سورت اعراف (۱۹۶) کے تحت لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ حقیقی والی وناصر اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے خاص بندے اس کے مظہر ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص279)

یہ عقیدہ باطنی صوفیوں نے یہود ونصاریٰ سے مستعار لیا ہے۔ کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کی مظہر نہیں۔ یہ غلو ہے۔ اس کی وجہ سے شرکیہ اعمال وافعال کو سہارا ملتا ہے۔

۳ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حق یہ ہے کہ نیک جن جانوروں کی طرح مٹی بنا دیے جائیں گے، ان کا ثواب یہی ہے کہ عذاب سے بچ جاویں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص276)

یہ حق نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ جنات بھی جنت میں جائیں گے، کیونکہ انسانوں کی طرح جنات بھی مکلّف ہیں، اس کا تقاضا ہے کہ ان کے لیے بھی جنت اور جہنم کا فیصلہ ہو۔ لہٰذا یہ کہنا کہ جانوروں کی طرح مٹی بنا دیے جائیں گے، بے دلیل ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ، فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾

(الرّحمٰن : ٥٦-٥٨)

''ان میں شرمیلی آنکھوں والی کنواری حوریں ہوں گی، جن سے پہلے کسی انسان یا جن نے ہم بستری نہیں کی ہوگی، تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، وہ حوریں گویا یاقوت و مرجان ہیں۔''

یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ جن بھی جنت میں جائیں گے۔

۴ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ رب کے نام اور حضور کے نام ایک ہزار ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص276)

بے دلیل بات ہے۔

⑤ مفتی صاحب سورت اعراف (۱۴۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے صوفیا کے چلے کا ثبوت ہوا۔ ہمارے حضور نے بھی اولاً چھ ماہ غار حرا میں چلے کیے، پھر حضور پر وحی آنی شروع ہوئی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص265)

چلہ کشی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں، یہ صوفیا کی اختراع ہے۔ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام اور ائمہ اسلام رحمہم اللہ کی زندگیوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ -وَهُوَ التَّعَبُّدُ- اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ.

''(نبوت سے پہلے) نبی کریم ﷺ غارِ حراء میں خلوت اختیار کر لیتے تھے اور وہاں کئی راتوں تک عبادت کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري: 3، صحيح مسلم: 160)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْخَلَوَاتُ فَبَعْضُهُمْ يَحْتَجُّ فِيهَا بِتَحَنُّثِهِ بِغَارِ حِرَاءٍ قَبْلَ الْوَحْيِ وَهٰذَا خَطَأٌ؛ فَإِنَّ مَا فَعَلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ إِنْ كَانَ قَدْ شَرَعَهُ بَعْدَ النُّبُوَّةِ فَنَحْنُ مَأْمُورُونَ بِاتِّبَاعِهِ فِيهِ وَإِلَّا فَلَا، وَهُوَ مِنْ حِينِ نَبَّأَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلٰى غَارِ حِرَاءٍ وَلَا خُلَفَاؤُهُ الرَّاشِدُونَ.

''چلہ کشی پر بعض نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ نبی کریم ﷺ نزول وحی سے

پہلے غار حراء میں عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ استدلال خطا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ نبوت سے پہلے کیا ہے، اسے اگر نبوت ملنے کے بعد مشروع کیا ہے، تو ہم بھی اس کام میں نبی کریم ﷺ کی اتباع کے مکلّف ہے، اگر نبوت کے بعد مشروع نہیں کیا، تو ہم وہ کام کرنے کے مکلّف نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ متنبہ کر دیا، تو اس کے بعد کبھی بھی (عبادت کے لیے) نبی کریم ﷺ یا خلفائے راشدین غار حراء پر نہیں چڑھے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 393/10)

⑥ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''قرآن وحدیث سے ہر کوئی ہدایت نہیں لے سکتا، رب فرماتا ہے: ﴿يُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا وَّيَهْدِي بِهٖ كَثِيرًا﴾۔''

(تفسیر نور العرفان، ص267)

۞ نیز سورت بقرہ (۲۶) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے ہر شخص ہدایت نہیں لے سکتا، اس سے گمراہی بھی ملتی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص7)

۞ نیز سورت اعراف (۵۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''قرآن وحدیث سے نا اہل گمراہ بھی بن جاتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص250)

﴿يُضِلُّ بِهٖ﴾ میں ''ضمیر'' سے مراد مثال ہے۔ کہ جو اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی

ہے، وہ مثال اہل کفر ونفاق کے مزید گمراہی کا باعث بنتی ہے اور اہل ایمان کے لیے ہدایت کا سامان ثابت ہوتی ہے، سنی مفسر، امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ نے یہی تفسیر کی ہے۔

(تفسير الطّبري :432/1)

اس سے مراد قرآن لینا درست نہیں، لہٰذا یہ کہنا کہ ''قرآن سے ہر شخص ہدایت نہیں لے سکتا، اس سے گمراہی بھی ملتی ہے۔'' غلط تفسیر ہے۔

⑦ مفتی صاحب سورت اعراف (۱۴۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''صوفیا کرام کا وجد بے اختیاری ہوتا ہے، جو اختیار سے یا ریا کے لیے وجد کرے، وہ اسی سنت اسرائیلی کا عامل ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص267)

وجد اور حال جو صوفیوں کے اعمال وافعال ہیں، بے حقیقت اور بے ثبوت ہیں۔ اسے تلبیس ابلیس کہہ سکتے ہیں۔ یہ وجد اور حال نصاریٰ سے مستعار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے ایسا ثابت نہیں۔

❀ فقہ حنفی کی معتبر کتاب میں لکھا ہے:

مَا يَفْعَلُهُ الَّذِينَ يَدَّعُونَ الْوَجْدَ وَالْمَحَبَّةَ لَا أَصْلَ لَهُ .

''لوگ وجد اور محبت کے حال کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ بے حقیقت بات نہیں۔''

(فتاویٰ عالمگیری:319/5)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

(وَيَجِبُ مَنْعُ الصُّوفِيَةِ الَّذِينَ يَدَّعُونَ الْوَجْدَ وَالْمَحَبَّةَ عَنْ رَفْعِ الصَّوْتِ وَتَمْزِيقِ الثِّيَابِ عِنْدَ سَمَاعِ الْغِنَاءِ لِأَنَّ ذٰلِكَ)

أَيْ رَفْعَ الصَّوْتِ وَتَمْزِيقَ الثِّيَابِ (حَرَامٌ عِنْدَ سَمَاعِ الْقُرْآنِ، فَكَيْفَ عِنْدَ الْغِنَاءِ الَّذِي هُوَ حَرَامٌ) خُصُوصًا فِي هٰذَا الزَّمَانِ الَّذِي اشْتُهِرَ فِيهِ الْفِسْقُ، وَظَهَرَتْ فِيهِ أَنْوَاعُ الْبِدَعِ، وَاشْتُهِرَتْ فِيهِ طَائِفَةٌ تَحَلَّوْا بِحِلْيَةِ الْعُلَمَاءِ، وَتَزَيَّوْا بِزِيِّ الصُّلَحَاءِ، وَالْحَالُ أَنَّ قُلُوبَهُمْ مَلِيءٌ مِّنَ الشَّهْوَاتِ وَالْأَهْوَاءِ الْفَاسِدَةِ، وَهُمْ فِي الْحَقِيقَةِ ذِيَابٌ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهِمْ، فَالْعَجَبُ مِنْهُمْ أَنَّهُمْ يَدَّعُونَ مَحَبَّةَ اللّٰهِ، وَيُخَالِفُونَ سُنَّةَ رَسُولِهِ، لِأَنَّهُمْ يَصْفِقُونَ بِأَيْدِيهِمْ، وَيُطَرِّبُونَ وَيَنْعَرُونَ وَيَصْعَقُونَ، وَكُلُّ ذٰلِكَ جَهْلٌ مِّنْهُمْ، فَمَنِ ادَّعٰى مَحَبَّةَ اللّٰهِ وَخَالَفَ سُنَّةَ رَسُولِهِ، فَهُوَ كَذَّابٌ، وَكِتَابُ اللّٰهِ يُكَذِّبُهُ، فَلَا شَكَّ فِي أَنَّهُمْ لَا يَعْرِفُونَ مَا اللّٰهُ وَلَا يَدْرُونَ مَا مَحَبَّةُ اللّٰهِ، وَهُمْ قَدْ يُصَوِّرُونَ فِي أَنْفُسِهِمُ الْخَبِيثَةِ صُورَةً مُعَشَّقَةً وَّخَيَالًا فَاسِدًا، فَيُظْهِرُونَ بِذٰلِكَ وَجْدًا عَظِيمًا، وَبُكَاءً جَسِيمًا، وَحَرَكَاتٍ مُّخْتَلِفَةً، وَبَعْبَعَةً عَظِيمَةً، وَالْأَزْبَادُ تَنْزِلُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ، حَتّٰى أَنَّ الْجُهَّالَ وَالْحُمْقٰى مِنَ الْعَامَّةِ يَعْتَقِدُونَهُمْ وَيُلَازِمُونَهُمْ، وَيَنْسِبُونَ أَنْفُسَهُمْ إِلَيْهِمْ، وَيَتْرُكُونَ شَرِيعَةَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ، فَمَا هُمْ إِلَّا فِي الدَّعَاوِي الْفَاسِدَةِ، وَالْأَقْوَالِ

الْكَاسِدَةِ، أَعَاذَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ مِنْ شَرِّ هٰؤُلَاءِ الطَّائِفَةِ، وَمِنْ شَرِّ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ .

''جوصوفیا وجد اور محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، انہیں موسیقی سنتے وقت آوازیں بلند کرنے اور کپڑے پھاڑنے سے وجوبی طور پر روکا جائے گا، کیونکہ آوازیں بلند کرنا اور کپڑے پھاڑنا تو قرآن سنتے وقت بھی حرام ہے، تو موسیقی، جو کہ خود حرام عمل ہے، کو سنتے وقت ایسا کرنا کیونکر جائز ہوگا؟ خاص طور پر ہمارے دور میں، کہ اب گناہ عام ہو چکا ہے، ہر قسم کی بدعات ظاہر ہو چکی ہے۔ ہمارے زمانے میں ایک گروہ مشہور ہو چکا ہے، جنہوں نے علما جیسا حلیہ بنا رکھا ہے اور صلحا کا روپ دھار رکھا ہے، جبکہ حقیقت میں ان کے دل شہوت اور فاسد خواہشات سے بھرے پڑے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ بھیڑیے ہیں، اللہ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے کہ یہ اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتے ہیں، کیونکہ یہ تالیاں بجاتے ہیں، گانے گاتے ہیں، چیخیں مارتے ہیں اور خود پر بے ہوشی طاری کر لیتے ہیں۔ یہ سب ان کی جہالت ہے، جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے، مگر سنت رسول کی مخالفت کرے، وہ کذاب ہے۔ کتاب اللہ اسے جھوٹا کہتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ کون ہے؟ نہ ہی یہ اللہ کی محبت سے واقف ہیں۔ یہ اپنے خبیث دلوں میں عشقیہ تصویر بناتے ہیں اور فاسد خیال سوچتے ہیں، پھر اس سے بہت بڑے وجد کا اظہار کرتے ہیں، بری طرح روتے ہیں، طرح طرح کی حرکات کرتے ہیں اور تیز تیز زبان

سے الفاظ ادا کرتے ہیں، ان کے منہ سے جھاگ بہہ رہے ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جاہل اور بے وقوف عوام ان پر اعتقاد رکھتے ہیں، ان کی صحبت اختیار کرتے ہیں، خود کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اللہ کی شریعت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ محض فاسد دعوؤں اور بودے اقوال کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے لوگوں کے شر سے اور جن وانس کے شر سے محفوظ رکھے۔''

(مِنحَة السُّلوك في شرح تُحفة المُلوك، ص 489)

⑧ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ تیش میں جب انسان بے خود ہو جائے، تو اس پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے، دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بڑے بھائی کی توہین کرنا، جو نبی تھے، تورات کی تختیوں کو پٹک دینا، چونکہ یہ سب کچھ بے خودی میں ہوا، لہٰذا اس پر کوئی گرفت نہ ہوئی، اس سے مجذوب فقرا کے متعلق بہت سے احکام مستنبط ہو سکتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص268)

❁ نیز لکھتے ہیں:

''آپ (موسیٰ علیہ السلام) کو اتنا غصہ آیا تھا کہ حالت جذب پیدا ہو گئی تھی اور جو کچھ صادر ہوا، اسی حالت جذب میں ہوا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص269)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام تو غصے میں آئے تھے۔ اسے جذب و بے خودی سے تعبیر کرنا آداب نبوت کے منافی ہے۔ نیز یہ کہنا بھی درست نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بڑے بھائی جو

کہ نبی تھے، کی توہین کی۔ ایک پیغمبر کے غصہ کو ایک باطنی گمراہ صوفی کے جذب سے تشبیہ دینا، بہت بڑی جسارت ہے۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''رب نے حضور کے سات فضائل موسیٰ علیہ السلام کو سنائے، وہ نبی ہیں اُمی، یعنی ماں کے شکم سے علم والے ہیں، اچھی باتوں کا حکم فرمانے والے ہیں، بری باتوں کو حرام فرمانے والے۔ مشکل کشا، حاجت روا، دافع البلاء، صاحب الجود والعطاء ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص270)

اہل سنت والجماعت کا اجماعی و اتفاقی مسئلہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دم تک اُمی (اَن پڑھ) رہے، لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وصفِ جمیل پہلے نازل ہونے والی کتابوں میں بھی مذکور تھا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنا لکھنا نہیں سکھایا تاکہ اہل باطل کو بات کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

اُمی کا یہ معنی کرنا کہ ''ماں کے شکم سے علم والے'' درست نہیں۔

❁ روز قیامت تمام انبیائے کرام فرمائیں گے:

كُلُّنَا نَبِيٌّ أُمِّيٌّ . ''ہم سب اُمی نبی ہیں۔''

(صحيح ابن حبان: 6480، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) نے حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) سے نقل کیا ہے:

مِنْ دَلَائِلِ نُبُوَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ كَانَ رَجُلًا أُمِّيًّا، لَا

يَخُطُّ كِتَابًا بِيَدِهٖ، وَلَا يَقْرَؤُهٗ.

''نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ اُمی آدمی تھے، آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے خط نہ لکھ سکتے تھے، نہ ہی اسے پڑھ سکتے تھے۔''

(الاعتقاد، ص 347)

اس آیت کریمہ سے نبی کریم ﷺ کا مشکل کشا، حاجت روا اور دافع البلاء ہونا ثابت کرنا، واضح تحریف ہے۔ شاید ہی مفتی صاحب سے پہلے دنیا میں کسی نے یہ تاویل کی ہو۔

⑩ مفتی صاحب سورت اعراف (۱۵۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''یعنی اللہ کی بادشاہی زمین و آسمان میں ہے، ایسے ہی میری نبوت زمین و آسمان میں ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص271)

یہ کسی آیت یا حدیث کا مفہوم نہیں۔

⑪ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور تمام مخلوق کے نبی ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص271)

✿ نیز لکھتے ہیں:

''جس کا رب اللہ ہے، اس کے نبی حضور ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص271)

ہمارے نبی کریم ﷺ جن وانس کی طرف مبعوث ہوئے۔ ان کے علاوہ کسی مخلوق کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ یہ کہنا کہ ''تمام مخلوق کے نبی ہیں۔''، محض غلو ہے۔ اس پر کوئی

دلیل نہیں۔

⑫ مفتی صاحب سورت اعراف (۱۸۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس آیت میں قیامت کا علم حضور کو دینے کا انکار نہیں، بلکہ اس سے سکوت ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم دیا۔ خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت ان دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ہیں۔ اور فرمایا کہ قیامت جمعہ کو ہوگی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص277)

اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ قیامت کے وقوع کا علم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہ نہیں بتایا کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ البتہ اس کی بعض نشانیاں بتادی ہیں۔ کسی صحیح حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ قیامت کا علم نبی کریم ﷺ کو عطا کیا گیا۔

✿ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

إِلَى اللّٰهِ يَرُدُّ الْعَالِمُونَ بِهِ عِلْمَ السَّاعَةِ، فَإِنَّهُ لَا يَعْلَمُ قِيَامَهَا غَيْرُهُ.

''اہل علم قیامت کے علم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں، کیونکہ اس کے قیام کا وقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

(تفسير الطّبري: 2/25)

⑬ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''تفسیر صاوی میں اس جگہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو تمام علوم غیبیہ عطا فرمائے، لیکن بعض کے چھپانے کا حکم دیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص277)

یہ اللہ اور اس کے رسول پر افترا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن غیبی اُمور کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دی ہے، وہ وحی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے وحی سے کچھ نہیں چھپایا۔

⑭ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور کو قیامت کا علم تو ہے، اظہار کی اجازت نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص277)

یہ نبی کریم ﷺ پر افترا ہے۔ نا معلوم مفتی صاحب نے یہ کہاں سے معلوم کر لیا؟

⑮ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''داود علیہ السلام نے انہیں بد دعا دی اور وہ رات کو اپنے گھروں میں گئے اور تمام بندر بن گئے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص273)

قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہیں کہ یہ لوگ داود علیہ السلام کی بد دعا سے بندر بنے؟

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صوفیا کرام فرماتے ہیں کہ بظاہر موسیٰ علیہ السلام سے بکریاں چروانا تھا، مگر درحقیقت ان کو اپنی صحبت پاک میں رکھ کر کلیم اللہ بننے کی صلاحیت پیدا کرنا تھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص619)

یہاں مفتی صاحب یہ باور کرا رہے ہیں کہ جس شخص کی صاحبزادی سے موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا، وہ مدین والے شعیب علیہ السلام تھے۔ جبکہ قرآن مقدس میں اس شخص کا نام ذکر نہیں کیا گیا، نہ کسی صحیح حدیث میں اس شخص کو شعیب نبی کہا گیا ہے۔ یقیناً یہ شعیب نبی نہ تھے، کیونکہ وہ بہت پہلے گزر چکے تھے۔ یہ کوئی نیک انسان تھا۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا نام بھی شعیب ہو، جیسا کہ مفسرین نے ذکر کیا ہے، کیونکہ پہلے لوگ اپنے بچوں کے نام پہلے انبیا اور صلحا کے

ناموں پر رکھتے تھے۔

❀ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ .

''وہ لوگ پہلے انبیا اور نیک لوگوں کے ناموں پر نام رکھتے تھے۔''

(صحیح مسلم : 2135)

صوفیا کی بات درست نہیں۔ پہلی بات کہ موسیٰ علیہ السلام سے بکریاں چروانا، حق مہر کے عوض میں تھا۔ محض کوئی حیلہ بہانہ نہیں کہ اس انسان کی صحبت میں رہ کر کلیم اللہ بننے کی صلاحیت حاصل کر لیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے اور معجزات پر اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کو قادر کر دیتا ہے۔ اس کے لیے انہیں کسی سے مشق لینے یا کسی کی صحبت میں رہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

❀❀❀❀❀❀❀